

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عسکری ڈاکٹرائن سے اقتباس۔۔۔ مسلم افواج کو غزہ کی مدد کرنے میں کیا شے مانع ہے؟

(حصہ دوم)

(عربی سے ترجمہ)

<https://www.al-waie.org/archives/article/19486>

الواعی میگزین، شمارہ نمبر 457

انتالیسواں سال، صفر الخیر 1446ھ،

بمطابق ستمبر، 2024ء

از قلم: استاذ بسام فرحت

ولایہ تیونس

اسلامی عسکری ڈاکٹرائن: ثقافتی پہلو کی بنیاد:

1- اطاعت اور انکار (الولاء والبراء)

عسکری ڈاکٹرائن کے اسلامی تصور کا لب لباب اطاعت کرنے اور انکار کرنے کے اصول میں مضمر ہے۔ اور یہ اصول رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ جن قبائل سے نصرہ (مادی مدد) طلب کی گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان پر اپنی نبوت پر ایمان لانے، رسالت کے پیغام پر ایمان لانے اور رسالت کے سیاسی منصوبے پر ایمان لانے کی شرائط عائد کیں۔ آپ ﷺ نے یہ شرط بھی رکھی کہ وہ قریش کے مشرکین کے خلاف کسی قسم کے تحفظات کے بغیر لڑیں گے کیونکہ قریش اللہ ﷻ کی

مخالفت کرتے تھے، اس کے رسول ﷺ کا انکار کرتے تھے، اور حق کی بجائے باطل پر بھروسہ کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو عامر بن صعصعہ اور بنو شعبان کی مشروط مدد کو بھی مسترد کر دیا کیونکہ اس سے نصرہ (مادی مدد) کا مقصد ہی کمزور پڑ جاتا اور اس کی اصل قدر مفقود ہو جاتی، جس سے جنگ کا دائرہ اور اسباب محدود ہو جاتے، اور اس کے ساتھ ساتھ مطلوبہ مقاصد بھی محدود ہو کر رہ جاتے۔ ان قبائل کی شرائط انسانی قوانین اور دنیاوی مفادات کو اللہ ﷻ کے شرعی قوانین اور اسلام اور مسلمانوں کے مفادات پر فوقیت دیتی تھیں، جس سے کفار کو مؤمنوں پر اختیار حاصل ہو جاتا۔

اطاعت اور انکار کا اصول اسلام میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ یہی اصول ہی ایک مسلمان کو، چاہے وہ شہری ہو یا فوجی، یہ واضح کرتا ہے کہ کس کی حمایت کرنی ہے اور کس سے لا تعلقی اختیار کرنی ہے، اور یہ کہ معاہدات اور دشمنی کی بنیاد کیا ہونی چاہیے۔ یہی اصول ہی وہ شرعی جائز مفادات طے کرتا ہے جن کے لئے لڑنا ضروری ہے، کہ کس دشمن کے خلاف لڑنا ہے، یا کس اتحادی کے ساتھ مل کر لڑنا ہے، اور یہاں تک کہ فوج میں شمولیت کے فرائض کا حکم، جہاد کی نوعیت اور اس کے درجے، جنگ کی اقسام، خواہ وہ نظم و ضبط کے لیے ہو، بغاوت کے خلاف ہو، یا دشمن کے خاتمہ کے لیے ہو، اور مزید یہ کہ شہید ہو جانے والے کی جزا کیا ہوگی۔ یہ اصول بنیادی طور پر اسلامی عقیدہ پر مبنی ہے۔ اطاعت کرنا اور انکار کرنا خالصتاً اور صرف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہی ہونا چاہئے۔ ہم صرف ان کے ساتھ ہی اتحاد کرتے ہیں جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اتحاد کرتے ہیں، اور ہم صرف ان سے لا تعلقی اختیار کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف لڑتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، « أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ؛ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى » ”مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ

کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور اگر وہ یہ سب کر لیں، تو انہوں نے اپنی جانوں اور مال کی مجھ سے حفاظت لے لی، سوائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا عمل کر بیٹھیں جو اسلام میں قابل سزا ہو۔ تو ان کا ذمہ اللہ کے پاس ہوگا۔“ (بخاری اور مسلم)

اسلامی ریاست کے لئے اسلامی عقیدہ ہی اس کا سیاسی نظریہ ہے۔ یہی عقیدہ ہی ریاست کی وہ اساس ہے، کہ جس کے بغیر ریاست کا ڈھانچہ، ساخت، احتساب، یا ریاست سے متعلق کچھ بھی امر وجود نہیں رکھ سکتا، کیونکہ کل اوامر کا اسلامی عقیدہ پر استوار ہونا لازمی ہے۔ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کے گرد ریاست کے فکری مفہیم (concepts)، معیار (criteria) اور اعتقادات (convictions) کا احاطہ کرتے ہوئے ریاست کی اتھارٹی قائم ہوتی ہے، اور انہیں ریاست داخلی طور پر نافذ کرتی ہے اور اسی دعوت کا پیغام دنیا تک لے کر جاتی ہے۔ اور اسی عقیدہ کا تقاضا یہ ہے کہ ریاست کا ڈھانچہ، اس کے تمام نظام ہائے حیات، آئین، اور قوانین اسلامی عقیدہ سے ہی ہم آہنگ ہوں اور بعینہ اسی طرح سے فوجی ڈاکٹرائن بھی اسلامی عقیدہ سے ہم آہنگ ہونا لازمی ہے۔ مزید یہ کہ، فوج کا ادارہ ریاست کے ڈھانچے میں ایک اہم ستون ہوتا ہے، کیونکہ اسلامی ریاست ایک پُر عزم ریاست ہوتی ہے، اور اس میں جہاد جاری رہتا ہے، چاہے وہ حق کو پھیلانے کے لئے ہو یا شر کے خاتمہ کے لئے۔ لہذا، فوجی ڈاکٹرائن میں کوئی بھی تبدیلی، خواہ وہ معمولی سی ہی کیوں نہ ہو، ریاست کو اس کے اسلامی کردار سے محروم کر دیتی ہے اور ریاست کی حاکمیت اور اس کی خود مختاری کو سلب کر لیتی ہے۔ اطاعت کرنا اور انکار کرنا خالصتاً اور صرف اور صرف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہی ہونا لازم ہے۔ جدید سیاسی اصطلاح میں اسے فوج کے ادارے کے جنگی ڈاکٹرائن کے ضابطہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔

عسکری ڈاکٹرائن کا اسلامی عقیدہ پر استوار ہونا ہی اسے جامع اور مکمل بناتا ہے۔ یہ ڈاکٹرائن کسی بھی عسکری معاملے کو، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، تفصیل، وضاحت، اور شرعی تدوین کے بغیر یونہی نہیں چھوڑ دیتا۔ اس ڈاکٹرائن میں جنگی ڈاکٹرائن، سکیورٹی ڈاکٹرائن، نقل و حمل، فوجی حکمت عملی، اسلحہ سازی، فوجی ٹریننگ، افواج میں بھرتی، افواج کا حرکت میں لانا، تنظیمی کاروائی، اقدام حرب، ثقافت، روحانیت، اخلاقیات، اور طرزِ عمل شامل ہیں۔ اسلام عسکری ڈاکٹرائن کو نہایت خاص اہمیت دیتا ہے کیونکہ اسلام کی سر بلندی یعنی جہاد کے لئے اس ڈاکٹرائن کا خاصا اہم کردار ہے اور اسی نظریہ میں ہی وہ اہلیت ہے جو ایک مسلم مجاہد کو روحانی طور پر طاقت بخشتی ہے، اور اس سے اس کی جنگی کارکردگی ابھر کر سامنے آتی ہے۔ اسی لئے اسلامی شرعی احکام فوجی امور کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں، چاہے وہ عقائد ہوں، نظریاتی ہوں، جغرافیائی حکمت عملی سے متعلق ہوں، تکنیکی امور سے متعلق ہوں، ترغیب دلانے کے لئے ہوں، سیاسی تحفظ کے لئے ہوں، یا انسانی اخلاقیات کے حوالے سے ہوں، اور یہ ڈاکٹرائن ان تمام امور کو لازمی شرعی احکام قرار دیتے ہوئے ان پر اسلامی مہر ثبت کرتا ہے جن کی پابندی کرنا لازم ہوتا ہے:

نظریاتی سطح پر، اسلام فوج میں اسلامی ثقافت اور اسلام کے عمومی فہم کو راسخ کرنے اور اس میں اسلامی عقیدہ کو پیوست کرنے پر زور دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے، عبادت کرنے، روزے رکھنے، نماز پڑھنے، نیکی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے، اور جنت کے حصول کی خاطر جان و مال تک قربان کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّهُمْ لَخَبَّةٌ جَبَّةٌ﴾ ”بے شک اللہ نے مؤمنین سے جنت کے عوض ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں“ (التوبہ؛ 9:111)، اور اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے، استقامت کرنے اور اگلے مورچوں کی حفاظت کرنے پر بھی زور دیا، ارشاد ہے، ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ”اے ایمان والو! تم صبر کرو، اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور جنگ کی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ“ (آل عمران؛ 3:200)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے کی ترغیب دی، «مَقَامُ الرَّجُلِ فِي الصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الرَّجُلِ سِتِّينَ سَنَةً» ”ایک شخص کا اللہ کی راہ میں جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ایک آدمی کے ساٹھ سال تک عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہے۔“

اور ٹیکنکل سطح پر، اللہ ﷻ نے مادی تیاری کرنے کو فرض قرار دیا ہے، جس میں اسلحہ، ساز و سامان، اور وسائل کو اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق بروئے کار لانا شامل ہیں، تاکہ دشمن پر رعب طاری کیا جاسکے، یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جدید فوجی ترقیات اور ٹیکنکل ترقی کے اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ ”اور جہاں تک ہو سکے قوت و طاقت سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلہ کے) لیے مستعد رہو تاکہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں پر ہیبت ڈال سکو“ (الانفال؛ 60:8)۔ اس تیاری کی علت (شرعی وجہ) یہ ہے کہ دشمن پر ہیبت طاری کی جائے، اور یہ تیاری وقت، جگہ، دشمن کی تعداد، اور ٹیکنکل ترقی کے لحاظ سے بدل بھی سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسلامی فوج کی ترقی اور اسے ایسے اسلحے سے لیس کرنے پر بہت توجہ دیتے تھے جو عربوں کے لیے نئے تھے۔ آپ ﷺ نے اہل طائف کے خلاف منجنیقیں نصب کرائیں، مدینہ کے اطراف خندق کھدوائی، اور جدید ترین ہتھیار درآمد کیے، اور ان ہتھیاروں کی اسلحہ سازی سیکھنے کے لیے ان کے پاس اپنے سفیر بھیجے جو اس کام کے ماہرین تھے۔ آپ ﷺ تیر اندازی، گھڑ سواری، اور تیراکی سیکھنے کی بھی ترغیب دیتے تھے، جو آپ ﷺ کے دور کے جدید ترین فوجی علوم میں شامل تھے۔

3۔ افواج کو حالتِ جنگ میں لانا اور ان کی ٹریننگ:

عملی طور پر افواج کو حالتِ جنگ میں لانے کے لئے اسلام نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور فوجی تربیت کو لازم قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ

الَّذِينَ لِلَّهِ ﴿ اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور دین سب اللہ کا ہو جائے“
 (الانفال؛ 8:39)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ
 وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّنْتِكُمْ»** ”اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبان سے مشرکین کے خلاف
 جہاد کرو“ (ابوداؤد)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قتال کرنے پر زور دیا ہے، **﴿يَأْتِيهَا النَّبِيُّ حَرَضٍ
 الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾** ”اے نبی، مومنوں کو جہاد پر ترغیب دو“ (الانفال؛ 8:65)۔ اللہ
 سبحانہ و تعالیٰ شہادت پانے کی بھی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، **﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾** ”جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں
 شہید کیے گئے ہیں ان کو ہر گز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے روزی دیئے جاتے
 ہیں“ (آل عمران؛ 3:169)۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا، **«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا
 يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ
 الْجَنَّةَ»** ”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آج کوئی بھی شخص ایسا نہ ہوگا جو ان سے
 لڑتے ہوئے صابر رہے، ثواب کی طلب میں آگے بڑھتا رہے، پیٹھ نہ دکھائے اور مارا جائے تو اس کا صلہ اس
 کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا“ (ابن اسحاق)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ صبر کرنے اور
 استقامت دکھانے کی ترغیب دیتے ہوئے مزید فرماتے ہیں، **﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَصْبِرُوا
 وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾** ”اے ایمان والو! تم صبر کرو، اور
 مقابلہ میں مضبوط رہو اور جنگ کی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ“ (آل عمران؛ 3:200)۔
 رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی اہمیت پر زور دیا، **«عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ
 عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»** ”دو آنکھیں
 ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ کبھی نہ چھو پائے گی، ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روتی ہے اور دوسری وہ آنکھ
 جس نے اللہ کی راہ میں جہاد میں پہرہ دینے پر گزاردی“ (ترمذی)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہم پر یہ فرض کیا

ہے کہ ہم اپنے مومن مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کریں، ﴿وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ ”اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر (ان کی) مدد کرنا لازم ہے“ (الانفال؛ 72:8)۔

اسٹریٹیجک - سکیورٹی سطح پر، رسول اللہ ﷺ فوجی منصوبہ بندی اور چالوں پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ ﷺ ان معلومات کو مشرکین سے چھپاتے، انٹیلی جنس جمع کرتے، جاسوسوں اور مجنوں کو تعینات کرتے، اور رومیوں اور فارسیوں پر رعب ڈالنے کے لئے چالیں چلتے تھے (مثلاً غزوہ موتہ اور غزوہ تبوک میں)۔ آپ ﷺ نے عطفان کو قریش سے الگ کرنے یا ان کے اور یہودیوں کے درمیان اتحاد توڑنے کے لئے بھی چالیں چلیں۔

4- عسکری اخلاقیات:

اخلاقی سطح پر، رسول اللہ ﷺ نے ایک اخلاقیاتی فوجی ضابطہ قائم کیا جو اعلیٰ انسانی اخلاقیات کو واضح طور پر بیان کرتا تھا، جن پر ایک مسلمان سپاہی کو جنگوں کے دوران عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، «لَا تَحُونُوا، وَلَا تَعْلُوا، وَلَا تَعْدِرُوا، وَلَا تَمْتَلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا طِفْلاً صَغِيْرًا، وَلَا شَيْخًا كَبِيْرًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا تَقْطَعُوا نَخْلًا وَلَا شَجَرَةً مُثْمِرَةً، وَلَا تَذَبْحُوا شَاةً وَلَا بَقْرَةً وَلَا بَعِيْرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ. وَسَوْفَ تَمْرُونَ بِأَقْوَامٍ قَدْ فَرَّغُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ فَدَعُوهُمْ وَمَا فَرَّغُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ» ”غداری نہ کرو، دغا نہ دو، دھوکہ نہ دو، اعضاء نہ کاٹو، چھوٹے بچوں، بزرگوں، یا عورتوں کو قتل نہ کرو۔ کھجور کے درختوں یا پھل دار درختوں کو نہ کاٹو، اور نہ ہی بکریوں، گائے، یا اونٹوں کو سوائے اس کے کہ کھانے کے لئے ذبح کرو۔ تمہارا ایسے لوگوں سے سامنا ہو جنہوں نے اپنے آپ کو خانقاہوں میں عبادت کے لیے وقف کر دیا ہے تو انہیں اور ان کے کام کو چھوڑ دو“۔

اخلاقیات کا یہ ضابطہ انسانیت کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا ضابطہ تھا، جو کہ اس جینیوا کنونشنز سے بھی چودہ صدیوں قبل آگیا تھا، جس پر پہلی جنگ عظیم کے بعد بڑی طاقتوں نے اتفاق کیا تھا۔ مزید یہ کہ اسلام کے احکام لازمی شرعی احکام ہیں جو کہ رنگ، نسل یا مذہب سے قطع نظر تمام انسانیت پر لاگو ہوتے ہیں۔ اسلام کے احکام جینیوا کنونشنز کے قوانین کی طرح نہیں ہیں جو پروٹیکشنڈے کے لئے ہیں یا ان کی نوعیت یہ ہے کہ انہیں منسوخ کیا جاسکتا ہے، اور صرف یورپی عیسائی علاقوں تک ہی محدود ہیں، جبکہ دیگر لوگوں کے لئے ان قوانین کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ اس کی مثال غزہ کے لوگوں کے خلاف کئے جانے والے خونریزی اور قتل عام کے مظالم ہیں، جو عین ان کی آنکھوں کے سامنے برپا ہو رہے ہیں جو انسانی حقوق کے دعوے کرتے رہتے ہیں۔ اسلامی عسکری ڈاکٹر ان پر انحصار استحکام، مستقل مزاجی، اور تسلسل کو یقینی بناتا ہے، جبکہ اس کے برعکس جدید سیکولر عسکری ڈاکٹر ان جو کہ بیرونی تکنیکی، سیاسی، سکیورٹی صورت حال اور حکمت عملی کے اثرات کے تابع ہے۔ اور اسی وجہ سے موجودہ سیکولر ڈاکٹر ان مسلسل تبدیلی اور تغیر کا شکار ہوتا رہتا ہے۔

5- نظریاتی آمیزش:

اسلامی عقیدہ ہی اسلامی عسکری ادارے کا دماغ، احساسات اور جذبات ہوتا ہے۔ یہی عقیدہ ایک مسلمان مجاہد کی ذہنیت کو تشکیل دیتا ہے، اس کے منفرد عسکری کردار کو قائم کرتا ہے، اور اسلامی عسکری ڈاکٹر ان کو اعلیٰ اصولوں اور عظیم روحانیت سے بھر دیتا ہے۔ اس عقیدہ کے براہ راست اثرات کارکردگی، ساکھ اور کامیابیوں کے حوالے سے مسلمان مجاہد سپاہی اور اسلامی فوج پر ہوتے ہیں۔ اسلامی عقیدہ نے ہی اسلامی دور سے قبل کے مردہ جسم میں جان ڈال دی تھی، اور اس نے عربوں اور تمام مقبوضہ اقوام کو ایک نڈر شیر میں بدل دیا جو نہ تو موت سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی ان کے آگے کوئی مقابلہ کے لئے ٹھہر سکتا ہے۔ اور یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلمات کے عین مطابق ہے، ﴿أَوْ مَن كَانَ مَيِّتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ

لِّلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿﴾ ”کیا وہ جو مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندگی عطا کی اور اسے ایک روشنی دی جس کے ساتھ وہ لوگوں کے درمیان چل سکتا ہے، کیا وہ ان لوگوں کی مانند ہو سکتے ہیں جو مکمل اندھیرے میں ہیں اور اس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکتے؟ اسی طرح ہم نے کافروں کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیئے ہیں“ (سورۃ الانعام؛ 6:122)۔ یہ عقیدہ مسلمان مجاہد میں قربانی اور لگن کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے، خیر کے منبع سے تقویت دیتے ہوئے اسے بھرپور قوت اور غیر معمولی طاقت سے بھر دیتا ہے، اور اسے شہادت کی آرزو رکھنے والا ایک امیدوار بنا دیتا ہے۔ جہاد اسلام کا عروج ہے، اور شہادت مؤمن کا حتمی عزم ہوتا ہے۔ کوئی بھی اور قوم ایسی نہیں جس کے لوگ ایسے ہوں جو اپنے عقیدے کے خاطر اپنی جانیں تک قربان کر دیں اور اپنے آپ کو موت کے لیے اس طرح پیش کر دیتے ہوں، جیسا کہ اسلامی امت کے لوگ کرتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ اسلامی عقیدہ اپنے ماننے والوں سے جبلتِ بقا کے بنیادی مقصد کو دور کر دیتا ہے، انہیں غیر معمولی حوصلے اور بے مثال جرأت مندی سے بھر دیتا ہے، اور انہیں موت کو کسی خاطر میں نہ لانے اور حتیٰ کہ موت کی ایسے آرزو کرنے پر راضی کرتا ہے، جیسے دوسرے زندگی کی آرزوئیں کرتے ہیں۔ ان کے لیے موت زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتی بلکہ شہادت تو ہمیشہ باقی رہنے والی خوشیوں کے ساتھ حقیقی ابدی زندگی کا آغاز ہے، اور یہی جذبہ انہیں شہادت کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

اسلامی عقیدہ ہی روحانی نوعیت کے اعتبار سے ظاہر ہوتے ہوئے دشمن ہونے کے تصور کو تشکیل دیتا ہے، اور ایک مؤمن میں فرائض ہونے اور جوابدہ ہونے کے حوالے سے شدید دشمنی کا احساس بھر دیتا ہے۔ ایک مسلمان جنگجو کی اپنے دشمن کے خلاف دشمنی اس کی ذاتی دشمنی یا کسی مفاد کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ تو ایک پاکیزہ دشمنی ہے کیونکہ وہ دشمن اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف لڑتا ہے اور زمین پر اللہ ﷻ کے نور کو بچھا دینے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ ان دشمنوں سے لڑنا بعینہ نماز کی طرح فرض ہے، کیونکہ یہ اللہ ﷻ، اس کے رسول ﷺ، اور اس کے دین کے لیے فتح ہے، جو مسلمان مجاہد کو ایسی زبردست حربی

توت، طاقت، ثابت قدمی، اور عزم سے بھر دیتا ہے جو دنیاوی عقائد کو چیلنج کر دیتی ہے۔ اسلامی عقیدہ دشمن کی قدر و اہمیت کو بھی کم کرتا ہے، دشمن کے بودے پن اور نفسیاتی کمزوری کو عیاں کرتا ہے، اس کا مقام گھٹاتا ہے، اور مسلمان جنگجو کو اس کے خلاف ڈٹے رہنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے، ﴿لَنْ يَصُرُوَكُمْ إِلَّا أَدَىٰ وَإِن يُقْتَلُوكُمْ يُلُوكُمْ ۗ الْأَدْبَارُ ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ﴾ ﴿وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے کہ ایک معمولی تکلیف دیں۔ اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے اور ان کے پاس کوئی بھی مددگار نہ ہوگا﴾ (آل عمران؛ 3:111)۔ اللہ ﷻ یہ بھی فرماتے ہیں، ﴿لَا يُقْتَلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرَىٰ مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ﴾ ﴿وہ تم سے سب ملکر کبھی نہیں لڑیں گے، مگر محفوظ قلعوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے۔ ان کے درمیان دشمنی شدید ہے، تم انہیں متحد سمجھتے ہو، مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں﴾ (سورۃ المحشر 14:59)۔ اللہ ﷻ مزید فرماتے ہیں، ﴿وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۗ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ﴾ ﴿دشمن کا تعاقب کرنے میں سستی نہ دکھاؤ۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو جیسے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے ویسے ہی انہیں بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن تم اللہ سے ایسی امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے﴾ (سورۃ النساء 4:104)۔ یہ آیات اور دیگر آیات دشمن کی اوقات کو بے نقاب کرتی ہیں، اسے اس کی عزت سے محروم کرتی ہیں، اور اسے ایک ایسی کھلی کتاب کی طرح ظاہر کرتی ہیں، جس کی سیاہی ان کی بزدلی، کمزوری، اور ناگزیر شکست ہے۔

تو یہ ہوتا ہے اسلامی فوج کا ڈاکٹر ائن اور ایسی ہوتی ہیں اس کی نظریاتی اساس اور اس کے عملی ثمرات، جنہوں نے تاریخ اسلامیہ کو ایسے بے مثال کارناموں اور دلیرانہ واقعات سے بھر دیا، جو دنیاوی مادی عقائد کو چیلنج کرتے تھے۔ تو پھر آخر استعماری کافر نے اس ڈاکٹر ائن کو کیسے ہدف بنا لیا؟

اسلامی عسکری ڈاکٹر ائن کے خلاف استعماریت کی حکمت عملی:

1- امت کی شناخت کو نشانہ بنانا:

حربی قوت کے لیے اسلامی عسکری ڈاکٹر ائن کی قدر و اہمیت اور میدانِ جنگ میں مسلمان سپاہیوں کے کارناموں پر اس ڈاکٹر ائن کا طاقتور اثر، کفر کے سربراہوں اور استعماریت کے ماسٹر ماسٹرز سے مخفی نہ رہا۔ صدیوں کی جنگوں کے دوران، انہوں نے اس ڈاکٹر ائن کے اثرات کو براہ راست محسوس کیا، اور اسی لیے انہوں نے اپنے تخریبی منصوبوں میں اس ڈاکٹر ائن کو سبوتاژ کرنے کو اولین ترجیح دی۔ سلطنتِ عثمانیہ کے سقوط سے پہلے، انہوں نے آزاد عیسائی مشنریوں، اسلام کا لبادہ اوڑھنے والے یہودی ڈونمہ بہروپیوں (Jewish Dönme) کیٹیجی برائے اتحاد و ترقی اور ان کے ساتھ ساتھ نوجوان ترکوں کے ہاتھوں اس ڈاکٹر ائن کو مسخ کرنے، تبدیل کرنے، اور اس میں ترامیم کے ذریعے اسے نشانہ بنایا۔ ان گروہوں نے امت کو داخلی تنازعات میں دھکیلنے ہوئے عسکری ڈاکٹر ائن کو تحلیل کر کے کمزور کیا اور اطاعت اور انکار (الولاء والبراء) کے تصور کو قوم پرستی، ترک پرستی اور وطنیت پسندی کے کرپٹ زہر سے بگاڑ دیا، جس سے امت کی یکجہتی کمزور ہو کر رہ گئی، اس کی طاقت ٹوٹ گئی، اور اسے مہلک ضرب لگی۔

خلافت کے انہدام اور قومی سرحدوں پر مشتمل ممالک کے قیام کے بعد، کفار نے امت کی افواج کو دشمن کے مفادات کو پورا کرنے کی خاطر سائیکس-پیکو کی کھینچی لکیروں کی حفاظت کرنے، اپنے ہی لوگوں پر جبر کرنے، ان کے اندر موجود اسلامی روح کو بجھا دینے اور ان کا استحصال کرنے اور ان کی حرمت کی پامالی کرنے کے لئے ان کے علاقوں کو کھولتے ہوئے، ان کی تشکیل بندی اور تسلط کے ذریعے اس اسلامی عسکری ڈاکٹر ائن کو مزید نشانہ بنایا۔ یہ جانتے ہوئے کہ ناقابلِ تخریر قلعوں کو صرف اندر سے ہی ضرب لگائی جاسکتی ہے، اور یہ بھی جانتے ہوئے کہ اسلامی فوج اسلامی امت کا حصہ ہے، کفار نے امت کی فکری اور تحریری شناخت کو نشانہ بناتے ہوئے عسکری ڈاکٹر ائن کو کمزور کرنے کا راستہ ہموار کیا۔ انہوں نے سائنس، طب، جدیدیت اور مہارت کے تبادلے کی آڑ میں ثقافتی حملوں کے ذریعے مسلم وجود میں نظریاتی اور سیاسی طور پر دراندازی کرنے کی کوشش کی۔ ان کی حملہ آور مہمات نے اسلامی اقوام کی شناخت کو مسخ

کرنے، اسلامی شخصیت کو مٹا دینے، اور ان کے خیالات، میلان، اور وفاداریوں کو اسلامی عقیدہ کے رشتہ اور خلافت سے وفاداری کی بجائے مغربی ثقافت، نسلی، قومی، اور فرقہ وارانہ رشتوں کی بنیاد پر دوبارہ تشکیل دینے کا کام کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے تعلیمی نظام، میڈیا، سیکولر اشرافیہ، گمراہ کن علماء، اور سیاسی و فوجی چالوں کا استعمال کیا۔

چونکہ افواج اپنے عوام کا ہی عکاس ہوتی ہیں، چنانچہ اس زہر آلود اقدام نے ان کے عسکری ڈاکٹرائزن کو نشانہ بنانے میں آسانی پیدا کر دی، جس کے نتیجے میں انہیں بے مثال کامیابی حاصل ہوئی، جس نے ان فوجوں کو اپنے ہی لوگوں کے خلاف جنگ کے آلات اور اپنے دشمنوں کے محافظوں میں تبدیل کر دیا۔ آخر استعماری کفار نے اس قدر مشکل معاملے کو کیسے حاصل کیا، اور اس صورت حال سے امت کے موجودہ اور مستقبل کے حالات پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

2- عسکری عمرانیات (Military Sociology):

ایک ایسے مشن کا سامنا کرتے ہوئے جو پہلی نظر میں تو ناممکن لگتا تھا، استعماری کفار نے اپنے آپ کو عسکری سوشیالوجی کے نظریات سے مسلح کیا۔ انہوں نے ڈاکٹرائزن، وفاداریوں، تنظیمی ڈھانچے، تنظیم بندی، ٹریننگ، اسلحہ اور کام کی نوعیت سطح پر جا کر مسلم علاقوں کی افواج کی بنیادی تنظیم نو کی۔ انہوں نے اسلامی عسکری ادارے میں ایک بیرونی روح بھر دی، جو اس کے ساتھ ہم آہنگ نہ تھی، یہاں تک کہ وہ اس حد تک بڑھ گئی کہ اس کے فوجی اور جنگی نظریے کو اس کے مذہبی نظریے کے ہی خلاف کر دیا، جس سے اندرونی طور پر ایک قسم کی علیحدہ شخصیت پیدا ہوئی۔ اس کے خیالات اس کے میلان سے منقطع ہو گئے، اس کے جذبات اس کی آگاہی سے علیحدہ ہو گئے، جس نے اسے استعمار کے ہاتھوں میں ایک گونگا اور بہرہ آلہ بنا کر رکھ دیا، جو کہ ایک عجیب تضاد کا شکار ایک خود تخریبی ہتھیار اور امت اور اس کے دشمنوں کے مابین اور امت اور اس کے ظالم حکمرانوں کے درمیان ایک مادی رکاوٹ بن کر رہ گیا۔ استعماری کفار نے

ان افواج کی رہنمائی کرنے والے اطاعت و انکار کے تصور کو ہی مٹا ڈالا، ان کے اعمال کرنے کے معیار کو بگاڑ دیا، ان کے خوشی و سعادت کے تصور کو تبدیل کر دیا، اور زندگی، موت اور پسند سے متعلق ان کے تصورات کو بھی بدل دیا۔ کفار نے ان کے حوصلے کو کمزور کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کو ماند کرنے کے لیے کافی محنت کی، ان کے قربانی، حوصلے، اور لگن کی روح کو مٹا دیا، انہیں دنیاوی مفادات کے پیچھے دوڑنے والے کرائے کے سپاہیوں میں تبدیل کر دیا، جو خوشی، منافع، عہدوں، تمنوں، ترغیبات، ترقیوں کی دُھن میں تھے، اور اپنے ہی لوگوں اور امت اسلامیہ میں اپنے ہمسایوں کے خلاف فرضی کامیابیوں کی تلاش میں لگے رہتے تھے۔

کفار نے مسلم سپاہیوں کو میدانِ جنگ کے شیروں اور جانثاروں کی نسلوں سے بدل کر انہیں محض پریڈوں اور کھوکھلے جلسے جلوسوں کے افراد میں تبدیل کر دیا جنہیں امن کے دور میں شہری تحفظ، آگ، بجھانے اور عوامی نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اور یوں انہیں اللہ ﷺ کی راہ میں جہاد اور فتح کے عظیم مشن سے ہٹا دیا۔ وہ عسکری ڈاکٹر ائن جو کسی دور میں طاقتور ترین افواج کو بھی دہلا کر رکھ دیتا تھا اور اس نے تاریخ کی عظیم ترین فتوحات حاصل کی تھیں، استعماری کفار نے اس ڈاکٹر ائن کو اقدامی ڈاکٹر ائن سے بدل کر ایک دفاعی ڈاکٹر ائن میں تبدیل کر دیا، جس نے اسلامی فوج کو، جو دعوت اور جہاد کی علمبردار تھی، ایک قومی جمہوری فوج میں بدل دیا، جس کا کام سائیکس-پیکو کی کھینچی لکیروں کی حفاظت کرنا، جمہوری نظام اور اس کے حکمرانوں کی حفاظت کرنا، مغربی ثقافت، مغربی نظاموں اور ان کے مفادات کا دفاع کرنا، اور مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے لیے بنائی گئی مصنوعی قومی سرحدوں کی حفاظت کرنا رہ گیا تھا۔ ان سرحدوں پر وہ جھنڈے نصب تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے راہیہ (جھنڈے) کی جگہ لے لی تھی۔

3- کٹرول کو مزید ترسخت کرنا:

اس صورت حال کو برقرار رکھنے اور اچانک ضمیر کی بیداری سے انہیں بچانے کے لیے، جو کہ معاملات کو دوبارہ ابتدائی حالت میں واپس کر سکتے ہیں، استعماری کفار نے ان افواج کے اذہان اور سیاسی موقفوں کو بھی سلب کرنے کی کوشش کی۔ کفار نے مسلمان سپاہیوں میں اسلام پسندوں کے خلاف ایک گہری نفرت اور شک پیدا کر دیا، ان کے درمیان دشمنی کے جال بئے، اور انہیں ”دہشت گرد“ یا ”ظلم کے ایجنٹ“ کے طور پر پیش کیا۔ کفار نے ان کی خاموش غیر جانبداری کو یقینی بنایا، انہیں سیاسی امور سے الگ رکھا اور امت کے دل میں موجود ان کی یہ خواہش کہ وہ اس سیاسی امور کے دولا زمی عناصر یعنی عوام اور حکمرانی کے لئے طاقت کی منتقلی میں کردار ادا کریں، اس سے انہیں دور کر دیا، اور انہیں ایک غیر جانبدار تیسری پارٹی بنا دیا، جو رنگ، ذائقہ، یا بوسے عاری تھی، اور انہیں استعمار کے موقف اور منصوبوں اور مفادات کے ساتھ باندھ دیا۔

کفار نے اس صورت حال کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ادارہ جاتی عہدوں میں سخت درجہ بندی قائم کی، اہم عہدوں پر ان لوگوں کو تعینات کیا جو کفار کے لیے سب سے زیادہ وفادار اور اسلامی شناخت سے دور تھے اور لوگوں میں کم قبولیت والے افراد مثلاً نسلی اور فرقہ وارانہ اقلیتوں کو مسلط کیا، جیسا کہ شام میں علوی اور پاکستان میں قادیانیوں کی مثال دی جاسکتی ہے۔ یوں ان کی کافر استعمار کے ساتھ وفاداری اندھی ہو گئی تھی، ان کا رشتہ کافر استعمار کے ساتھ ایسا ہی ناگزیر ہو گیا جیسے رحم میں موجود طفل کا رشتہ اپنی ماں سے ایک نالی سے جڑا ہوتا ہے۔ پھر کفار نے اس سب کو ایک سخت نظم و ضبط کے نظام سے مزید تقویت دی تاکہ کوئی بھی شخص فوجی احکامات کو انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے، چاہے وہ احکام کتنے ہی غیر عادلانہ، غیر انسانی، یا اسلامی نظریے اور مسلمانوں کے مفادات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

فوج اور امت کے درمیان خلیج کو مزید بڑھانے کے لیے استعماری طاقتوں نے افواج کو ان کے اپنے لوگوں کے ساتھ تنازعات میں الجھا دیا، جیسا کہ رباء، الجزائر میں سیاہ دہائی، حماء، فلسطین کی دفاعی سکیورٹی، اور اس کے علاوہ اپنے ہمسایہ مسلم قوموں کے ساتھ خونخونی فوجی جھڑپوں کے ذریعے امت اور اس کی طاقت کے

درمیان ایک نفسیاتی دیوار قائم کی، تاکہ کفر کے خلاف امت کے اتحاد کو روکا جاسکے، اس کی مثالیں ایران اور عراق، مراکش اور الجزائر، سعودی عرب اور یمن، شام اور لبنان، لیبیا اور چاڈ، مصر اور لیبیا، عراق اور کویت، پاکستان اور افغانستان اور مصر اور سوڈان کے درمیان تنازعات ہیں۔ کفار نے علیحدہ علیحدہ خصوصی شہر قائم کرتے ہوئے فوجی اور سکیورٹی فورسز کو عوام سے الگ کر کے علیحدہ بستوں میں محدود کر دیا، جیسے کہ سعودی عرب کا ماڈل، انہیں کسی بھی قسم کی اسلامی مہک سے دور کیا، اور ان کی اس حد تک نگرانی کی کہ حتیٰ کہ ان کے سسرال اور بیویوں تک بھی نظر رکھی جیسا کہ تیونس میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ کفار نے فوجی افسران کو مادی فوائد میں ڈبوتے ہوئے اور سرمایہ دارانہ حرص سے آلودہ کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں کو معیشت میں کھلا چھوڑ دیا تاکہ کفار کے ساتھ ان کی وفاداری کو مزید گہرا کیا جاسکے، ان کے اپنے مفادات کی ضمانت کے بدلے انہیں کفار کے مفادات کا دفاع کرنے پر مجبور کیا، اور ان کی بقاء کو اپنے ساتھ ہم آہنگ کر دیا، جیسے کہ مصری فوج کی مثال ہے۔

4- طاقت کو غیر موثر کر دینا:

یہ سوچتے ہوئے کہ امت کی یہ افواج کہیں کفار کے اس منصوبے سے باہر نہ نکل جائیں یا کہیں افواج کی طاقت اسلام پسندوں کے ہاتھ نہ لگ جائے، استعماری کفار نے انہیں ایوی ایشن، نیوی، آبدوزوں اور جوہری ٹیکنالوجی کے میدان میں انتہائی اہم نوعیت کی جنگی مہارت سے دور رکھتے ہوئے ان افواج کے پر کاٹ دیئے۔ کفار نے ان افواج میں موجود ہونہار ترین افراد کو اپنے مقاصد کے لئے چنتے ہوئے انہیں مادی لذتوں کی طرف مائل کرنے یا پھر انہیں قتل کروا دینے کے لئے بھی کام کیا، جیسا کہ عراق اور مصر کے ایٹمی پروگرام کے سائنسدان اور تیونس کے ایرو سپیس انجینئر محمد الزواری۔ کفار نے مسلم فوجیوں کو مغربی تعلیم، ٹیکنالوجی، اسلحہ، تربیت، اور جنگی مشقوں پر انحصار کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے انہیں صرف وہ ٹیکنالوجی مہیا کی جو مخصوص کاموں کے لیے ہی استعمال ہو سکے۔ اگر اس مخصوص کام کی نوعیت عوام سے

حکومت کی حفاظت کرنا تھا، تو کفار نے انہیں شہری جنگ کے ہتھیار فراہم کیے، جیسے تیونس کی فوج کے لیے اسٹیر رائفلز Steyr AUG۔ اگر اس مخصوص کام کی نوعیت کا مقصد یہودی وجود کی حفاظت کرنا تھا، تو کفار نے انہیں ناقص ہتھیار فراہم کیے، جیسے 1948ء کی جنگ میں اردنی فوج کو جو ہتھیار فراہم کئے گئے تھے، یا پھر خود سے ان کا اسلحہ تباہ کیا، جیسا کہ 1967ء کی جنگ میں مصری فضائیہ کے ساتھ ہوا، یا پھر انہیں ایسے ہتھیار خریدنے پر مجبور کیا جنہیں وہ استعمال یا کنٹرول بھی نہیں کر سکتے تھے، جیسے سعودی عرب کے لیے AWACS (ایئر بورن وارننگ اور کنٹرول سسٹم) نگرانی کے طیارے وغیرہ۔ اور اگر اس مخصوص کام کا مقصد ایک عسکری ڈرامہ رچانا تھا تاکہ امت کے غصے کو بھی کم کیا جائے اور یہودی وجود کا تحفظ برقرار رکھا جائے، تو کفار نے ان پر اسلامی عقیدے کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور انہیں بہترین ہتھیار فراہم کیے، جیسا کہ 1973ء کی جنگ میں جو کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے نفاذ کی راہ ہموار کرنے کے لیے کی گئی تھی۔

اگر ان کا مشن اندرونی یا علاقائی طور پر اہم استعماری مفادات، بین الاقوامی اثر و رسوخ کی جنگ، اور سیاسی اسلام کے خلاف تھا، تو کفار نے مسلم افواج کو خطرناک اور مہلک ترین ہتھیار فراہم کیے۔ یہ اس شرط پر تھا کہ ان ہتھیاروں کا استعمال صرف مخصوص مشن کے لیے ہو، جیسے سوویت فوج کے خلاف افغان مجاہدین کے لیے اسٹنگر میزائل، خلافت کا مطالبہ کرنے والوں کو ختم کرنے کے لیے شامی کیمیائی ہتھیار، بھارت اور چین کو روکنے کے لیے پاکستانی ایٹمی ہتھیار، اور سُنی (ممالک کے) گروہ کو استعمار کے بازوؤں میں دھکیلنے کے لیے ایران کا ایٹمی منصوبہ۔ اگر کفار کا ان افواج کے ڈاکٹر ان پر مضبوط کنٹرول نہ ہوتا، تو وہ ان خطرناک مہمات میں کبھی ہاتھ نہ ڈال پاتے جن کے نتائج ان کے لئے اور یہودی وجود کے لیے غیر یقینی تھے۔ یہ اس لیے بھی اہم ہے کہ وہ ایسا مہلک اسلحہ اکٹھا کرتے جا رہے ہیں، جو یہودی وجود سے صرف چند قدم کے فاصلے پر ہیں، لیکن ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے ایک انگلی تک نہ ہلائیں جن پر یہودی وجود نے قبضہ کیا ہوا ہے، جیسے گولان کی پہاڑیاں اور رخ۔ مسلم افواج نے اپنے ہی مسلمان لوگوں کے خلاف یہ

ہتھیار استعمال کیے، جیسے مصر، شام، عراق اور سعودی عرب میں، یا ان کو استعماری منصوبوں کے لئے مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دے کر استعمال کیا، جیسے عراق ایران جنگ میں، یمن میں عرب اتحاد، اور شام ولیدیہ میں ترک افواج نے کیا۔

5- نتیجہ:

اس بنیاد پر، تمام مسلم ممالک کے دساتیر نے متفقہ طور پر اپنی فوجی دفعات میں چھ اصولوں پر اتفاق کیا ہے:

• پہلا: فوج کے عسکری ڈاکٹرائن میں مذہب کو علیحدہ رکھنا۔

• دوسرا: فوج کا ”دہشت گردی“ اور ہر طرح کے اسلام سے لڑنے اور ریاست کی حدود کو اسلامی سرگرمیوں کی بنیاد، گڑھ، یا میدان بننے سے روکنے کا عہد۔

• تیسرا: فوج کو سیاسی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا پابند ہونا۔

• چوتھا: فوج کا اقتدار کی منتقلی میں کوئی کردار نہ ہونا۔

• پانچواں: فوج کو اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ حسن ہمسائیگی کے اصول پر عمل کرنا اور ان کے داخلی معاملات میں مداخلت نہ کرنا۔

• چھٹا: فوج کا کسی بھی طرح کے حالات سے قطع نظر ہر حال میں اپنے عالمی معاہدات کا احترام کرنا۔

ان دفعات کے علاوہ ہر ریاست کی مخصوص صورت حال، حقائق، اور حالات کے مطابق کچھ اضافی دفعات بھی مختص کی گئی ہیں۔ تو یہ ہے وہ عسکری ڈاکٹرائن جو استعماری کفار نے موجودہ مسلم ممالک کی افواج کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس ڈاکٹرائن کے اصولوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ استعماری طاقتوں نے کس قدر بدینتی سے مسلمان فوجیوں اور ان کے عسکری ادارے کی شخصیت کو اس انداز میں تشکیل دیا ہے کہ وہ کفار کے

تابع رہیں اور ان کے کنٹرول میں ہوں۔ کفار نے ان کی دینی عقیدے کو کمزور کیا، اطاعت اور انکار (الولاء والبراء) کے اصول کو مٹا دیا، ان کے مفاد اور نقصان کے تصور، دشمن اور دوست کی پہچان کو بدل دیا، اور انہیں اسلحہ اور ٹریننگ میں کفار کے ساتھ منسلک کر دیا۔ کفار نے ان کی عقل، رائے، اور سیاسی موقف کو گدلا کر دیا، انہیں ان کے علاقائی حالات، عوام اور امت سے جدا کر دیا، اور ان کے کردار و فرائض کو استعماری مفادات کی خدمت کے لیے موڑ دیا، اور اقوام کے وسائل لوٹنے کی عالمی دوڑ میں ان افواج کو ایندھن کے طور پر استعمال کیا۔ کفار نے مسلم افواج کو ایک گونگے، اندھے مادی آلے میں تبدیل کر دیا تاکہ وہ ان کے مفادات اور ایجنٹوں کی حفاظت کرتے رہیں، اور ان کے ان منصوبوں کو پورا کریں جو اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں، امت کی تقسیم کو برقرار رکھنے اور اس میں کسی اسلامی جذبے کو ابھرنے سے روکنے کے لیے، تاکہ اسلامی عقیدے کی بنیاد پر امت کا اتحاد نہ ہونے پائے۔

یوں آخر کار، استعماری کفار نے امت کی طاقت پر کنٹرول حاصل کر لیا، اس کی فوجی شناخت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور اسے اس کے اپنے دین، تہذیب، ثقافت، اور عوام کے خلاف کر دیا۔ کفار نے امت کی فوجی طاقت کو مردہ، بے جان لاشوں میں بدل دیا، جن میں بھلائی کی کوئی امید نہ ہو، اور پھر انہیں مقامی ایجنٹوں کے ذریعے خود اپنے آپ کو استعماری بنانے پر مجبور کر دیا۔

یہ ناقابل یقین تضاد کبھی ممکن نہیں ہو سکتا تھا اگر استعماری طاقتوں کا مسلم افواج کے عسکری ڈاکٹر ائن پر کنٹرول نہ ہوتا، جس نے مسلم فوجوں کو ایک سیکولر مزاج، عمومی طور پر قوم پرست اکائی بنا کر دیا ہے، البتہ استثنائی طور پر کچھ نسلی اور فرقہ وارانہ رنگ بھی چھوڑ رکھا ہے؛ جس کا مشترکہ دشمن سیاسی اسلام ہے، اور جس کی داخلی، علاقائی، اور عالمی پالیسیاں اپنے مغربی آقاؤں کے مفادات کے گرد ہی گھومتی ہیں۔ اس نے مسلم افواج کو امت کے خلاف جنگ میں اور اس کے دشمنوں کے لیے امن کی ضمانت میں ایک آلہ بنا دیا ہے۔ تو کیا اب ہمیں کوئی حیرت ہونی چاہیے کہ مسلم افواج غزہ میں اپنے بھائیوں کی مدد کرنے اور غاصب یہودی وجود کے خلاف ان کی حمایت کرنے سے کیوں گریز کرتی ہیں؟

مسلمان افواج کو دوبارہ اپنی امت کے ساتھ جوڑنا

1- ممکنات کے دائرے میں رہتے ہوئے:

مسلم افواج کی حالت کا جائزہ لینے اور اس مرض کی نشاندہی کر لینے کے بعد جو ان کے بنیادی ڈھانچے کو کھائے جاتی ہے، ان کی حرکت کو مفلوج کرتی ہے، ان کے خیر کے منبع کو خشک کر دیتی ہے، انہیں ان کی امت سے بیگانہ کر دیتی ہے، ان کے عظیم مشن سے بھٹکتی ہے، اور انہیں دشمنوں کی خدمت کرنے پر مجبور کرتی ہے، اس سے ایک مرکزی سوال پیدا ہوتا ہے: کیا اس استعماری گرفت کو توڑ کر مسلم افواج کو دوبارہ امت کی آغوش میں لانا ممکن ہے، تاکہ وہ ان اہم مقاصد کے لیے وقف ہو جائیں؟ کیا یہ مشن قابل عمل بھی ہے اور ممکنات کے دائرے میں آتا ہے یا یہ ایک ناممکن کام ہے؟

جواب دینے سے پہلے، ابتدا ہی سے یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ استعماریت نے مسلم افواج کے ساتھ جو کچھ حاصل کیا، وہ نہ کوئی معجزہ تھا اور نہ ہی مافوق الفطرت، اور نہ ہی اسے پورا کرنے کے لیے غیر معمولی افراد کی ضرورت تھی، خاص طور پر خلافت کے زوال، غداریوں کی بھرمار، جہالت، پسماندگی، غربت، اور اسلام کے صحیح فہم کی کمی کے دور میں جو اس وقت امت میں غالب تھا۔ لارنس آف عربیہ کوئی غیر معمولی شخصیت نہیں تھی کہ اس نے جزیرہ عرب کے بدوؤں کو ان کے اسلامی ریاست کے خلاف بھڑکانے میں کامیابی حاصل کی۔ اس نے صرف ان کے وفاداری اور انکار کے اصول میں تھوڑی سی تبدیلی کی، اسلامی خلافت سے عرب خلافت کی طرف، جس نے امت کو تباہی کی طرف دھکیل دیا۔ یہی بات فرانس، روس، اور اٹلی کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے جنہوں نے مسلم افواج کو اسلامی سرزمینوں کو زیر کرنے کے لیے استعمال کیا۔ یہ جرم سیاسی ممکنات کے دائرے میں آتا ہے، اس سے ماوراء نہیں ہے۔ استعماری طاقتوں نے مسلم افواج پر عسکری سماجی علوم کے نظریات کا اطلاق کیا، ان کی گہرائیوں کا مطالعہ کیا، ان کی کمزوریوں کو سمجھا، اور اپنے ایجنٹوں، بے تحاشہ خرچ، اور عسکری اداروں پر کنٹرول کے ذریعے ان کا

استحصال کیا۔ پھر استعماریت نے مسلم جنگجوؤں کے کمانڈ سینٹر، ان کے عسکری اور جنگی ڈاکٹران پر مضبوط گرفت حاصل کی، اور ان کی فوجی ذہنیت اور رجحانات کو اس طرح ڈھالا کہ وہ ان کے دینی عقائد کے برخلاف ہو گئے۔ اس نے ان کے وفاداری اور انکار کے تصور کو مٹا دیا، ان کے بھلائی کے عمومی تصور کو بدل دیا، ان کی زندگی اور موت کی ترجیحات تبدیل کر ڈالی، اور ان کے خوشی و سعادت کے تصور کو از سر نو ترتیب دیا اور یوں انہیں مکمل طور پر اپنے احکامات کے تابع بنا دیا۔

مرض کی تشخیص:

مسلم افواج کا مسلم مسائل پر، خاص طور پر غزہ کے واقعات کے حوالے سے، ہچکچاہٹ اور ملی بھگت پر مبنی موقف ان کے اصل اندرونی احساسات اور مواقف کی عکاسی نہیں کرتا۔ وہ شدید غم و غصہ اور مایوسی کا شکار ہیں۔ ان پر ایک سخت تادیبی نظام کے تحت زبردستی ناپسندیدہ احکامات نافذ کرائے جاتے ہیں، جبکہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے بے تاب ہیں اور صیہونی وجود کو مٹانا چاہتے ہیں، لیکن وہ اس سخت درجہ بندی والے نظام کو توڑنے سے قاصر ہیں جو پوری فوج کو متحرک ہونے سے روکتا ہے۔ انفرادی اقدامات بے سود ہیں، ابتدا ہی سے ناکام قرار دیے جاتے ہیں، اور اکثر سزائے موت پر منجھوتے ہیں۔ درحقیقت، پوری عسکری تنظیم اس ناکامی کی ذمہ دار ہے، جس میں سپاہی اور نچلے درجے کے افسر محض ایک مشینری کے پُرزے ہیں، جو فیصلے کرنے کے بجائے صرف احکامات پر عمل کرتے ہیں۔

یہی صورت حال فوجی کمانڈرز اور اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد کے ساتھ بھی ہے، سوائے چند استثنائی حالات کے۔ لیکن، باوجود ان کے عقائدی اور انسانی جذبات سے متاثر ہونے کے، ان کے فیصلے دور کا لوٹوں کا سامنا کرتے ہیں: پہلی رکاوٹ یہ ہے کہ وہ پیش قدمی نہیں کرتے کیونکہ وہ ذمہ داری ایک دوسرے پر منتقل کرتے ہیں اور اپنے ذاتی تحفظ کی غرض سے دوسروں کا انتظار کرتے ہیں۔ دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ وہ نامعلوم میں کودنے سے ڈرتے ہیں، یہ سوچتے ہوئے کہ کیا نتیجہ نکلے گا، کیا ضمانتیں ہیں، اور اقدام کے بعد کیا ہوگا۔ وہ

ایک مضبوط قوت کے منتظر ہیں، اور نہیں چاہتے کہ ان کی پیش قدمی محض ایک بے سوچی سمجھی اور غیر یقینی عمل ثابت ہو۔

اسلامی افواج ہمیشہ سے خیر کا سرچشمہ رہی ہیں اور جب تک ان کا حفاظتی والو (valve) جو کہ اسلامی عقیدہ ہے، زندہ اور متحرک رہے گا، یہ اسی طرح رہیں گی۔ یہی وہ افواج ہیں جنہوں نے علاقے فتح کئے، قوموں کو حیران کیا، طاقتور سلطنتوں کو گرا دیا، سب سے مضبوط فوجوں کو شکست دی، بہترین ہیر وز پیدا کیے، اور شاندار فتوحات حاصل کیں۔ آج ان کی مخصوص فوجی خصوصیات کو دور کا وٹیں روک رہی ہیں: ایک جوان کے رجحانات کو جکڑتی ہے، موت، ظلم، گھر کا چھن جانا، روزگار کے نقصان اور مراعات کے چھن جانے کا خوف؛ اور دوسری جوان کی عقل کو باندھتی ہے، اسلام کی مسخ شدہ شکل اور اس کے احکامات و نظام کی صحیح سمجھ بوجھ کی کمی۔

ان رکاوٹوں کو دور کرنا سیاسی ممکنات کے دائرے میں بہت زیادہ ممکن ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے اسلامی عقیدے کو مضبوط کیا جائے، انہیں اللہ ﷻ سے تعلق یاد دلایا جائے، آخرت کی یاد دہانی کرائی جائے، جنت کے وعدے سے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، اور جہنم کے خوف سے انہیں ڈرایا جائے۔ انہیں خالص اور بے داغ اسلامی ثقافت فراہم کی جائے اور اسلامی شریعت کا درست فہم دیا جائے۔ ان کے مفاد، رزق، زندگی کے دورانیے، اور خوشی کے تصور کو درست کیا جائے، اور انہیں وہی توانائی دی جائے جو خالد بن ولیدؓ، قعقاعؓ، قطزؓ، عمر مختارؓ، اور آج کے حماس کے مجاہدین کو متاثر کرتی ہے۔

یہ کام اس سے کہیں زیادہ آسان ہے جو استعماری کفار نے مسلم افواج کے ساتھ کیا۔ تو کیا ہم اس میں ناکام رہیں گے کہ ان کی عسکری ڈاکٹرائن کو ان کے مذہبی عقیدے کے ساتھ ہم آہنگ کر سکیں، جبکہ استعماری

کفار تو ان کے عسکری ڈاکٹرائسن کو کمزور اور مسح کر کے اسے ان کے عقائد سے ٹکراؤ میں لانے میں کامیاب ہو گئے!؟

3- عملی اقدامات:

خلاصہ یہ ہے کہ مسلم فوجی ادارے کو دوبارہ زندہ کرنے اور اس میں نئی روح پھونکنے کے لیے ضروری ہے کہ استعماری فوجی نظریے کے عناصر کو ادارے میں شامل لوگوں کے ذہنوں اور دلوں سے مٹا دیا جائے اور اس کی جگہ اسلامی فوجی نظریہ قائم کیا جائے۔ اس میں مسلم فوج کی فوجی ذہنیت اور رجحانات کو ڈھالنا شامل ہے، اور مسلح افواج کے لیے بنیادی اصولوں کا ایک مجموعہ تیار کرنا ہے جو مختلف جنگی حالات میں ان کی سوچ کی رہنمائی کرے۔ اس میں شامل ہے کہ انہیں کس کے ساتھ اتحاد کرنا چاہئے، کس کے خلاف ہونا چاہئے، کس کے ساتھ لڑنا چاہئے، کیسے، کب، کیوں، اور کس حد تک لڑنا چاہئے۔ اس کا مطلب ہے کہ فوجی ادارے کی ذہنیت، جذبات اور احساسات کو اسلامی عقیدہ کی بنیاد پر استوار کیا جائے، تاکہ اسے اسلامی منصوبے کے ساتھ ہم آہنگ اور متحرک کرنے کے لیے تیار کیا جاسکے۔ اس عظیم کام کا ذریعہ براہ راست عقیدے پر مبنی گفتگو اور عملی اقدامات ہیں۔ فیلڈ کے عملی اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:

• پہلا: فوجی بیرکوں کے قریب موجود مساجد کو ہدف بنا کر تمام عہدوں کے فوجی افراد کے ساتھ براہ راست رابطے کو بڑھانا، ان میں نیک افراد کا انتخاب کرنا، ان کا حوصلہ بلند کرنا، ان کی عزم کو تیز کرنا اور ان کے عزت کے احساس کو بیدار کرنا۔

• دوسرا: ان کے بنیادی مسئلے کو اجاگر کرنا اور اسلامی عقیدہ کو دیگر تمام عقائد سے ممتاز کرنا، اس کی برتری، شرافت، سچائی، عقل سے مطابقت اور انسانی فطرت کے ساتھ ہم آہنگی کو بیان کرنا، جبکہ اس عقیدہ کو کسی بھی آلودگی سے پاک کرنا۔

• تیسرا: انہیں حزب التحریر کے اسلامی منصوبے سے متعارف کرانا، انہیں اس پر آمادہ کرنا اور ان کے سامنے وہ اہم کردار واضح کرنا جو ان پر نصرہ کی حمایت میں عائد کیا گیا ہے، انہیں انصار کے ساتھ تشبیہ دینا اور انہیں سعد بن عبادہؓ کے مقام پر رکھنا۔

• چوتھا: انہیں آگاہ کرنا کہ ان کے پیچھے ایک قائم حزب موجود ہے جو ایک عالمی اسلامی منصوبہ رکھتی ہے اور ایک پوری امت ان کے اقدام کی خواہاں ہے، اور ان کے ساتھ کندھا ملانے اور ان کی حمایت کے لیے تیار ہے، تاکہ ان کے دلوں کو اپنی مضبوط بنیاد پر اطمینان حاصل ہو۔

• پانچواں: ان کی آنکھیں اور ذہن دشمن کی اُن سازشوں کے متعلق کھولنا جو ان کی امت کے خلاف ہیں، جو ان کے اسلامی منصوبے کو روکنے، ان کی پسماندگی، استحصال اور انحصار کو برقرار رکھنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔

• چھٹا: ان میں وفاداری اور انکار کا تصور اس وقت تک داخل کرنا جب تک کہ وہ خالصتاً اللہ ﷻ کے لیے نہ ہو جائے، تاکہ ان کے اعلیٰ افسران کے احکامات ان کی نظروں میں چھوٹے ہو جائیں، کیونکہ اللہ ﷻ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

• ساتواں: حوصلہ افزائی اور خوف دونوں کا استعمال کرنا، ان میں جنت اور اس کی ابدی نعمتوں کی خواہش پیدا کرنا اور جہنم اور اس کے دائمی عذاب سے بچنے کی تحریک دینا، جبکہ انہیں شہادت کی طلب پر آگسانا اور انہیں یاد دلانا کہ وہ ابتدائی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

• آٹھواں: انہیں رزق کے تصور کی وضاحت کرنا، کہ وہ صرف اللہ ﷻ سے آتا ہے، اور کوئی اس کو دینے، روکنے یا فراہم کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے اذن کے، تاکہ ان کا رزق کھونے کا خوف دور ہو۔

• نواں: ان پر اجل کے تصور واضح کرنا، کہ موت کا واحد سبب اللہ کا فیصلہ ہے، اور یہ صرف اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے، اور جب وہ وقت آجاتا ہے ﴿فَلَا يَسْتَخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ ”جب ان کا وقت آجاتا ہے، وہ نہ ایک لمحے پیچھے ہٹ سکتے ہیں، نہ آگے بڑھ سکتے ہیں“ (سورہ الاعراف 34:7)، تاکہ ان کا سزائے موت کا خوف دور ہو۔

• دسواں: ان پر خوشی و سعادت کے تصور کو واضح کرنا، کہ وہ ابدی سکون جس کی وہ خواہش کرتے ہیں وہ دولت، حیثیت، عہدوں یا عارضی لذتوں سے نہیں ملتا، بلکہ اللہ ﷻ کی رضا سے حاصل ہوتا ہے، جو صرف اس کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کے حرام کردہ امور سے بچنے سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ سب کچھ نصرہ کے لیے مطلوب افراد پر زیادہ بوجھ ڈالے بغیر، طریقوں، ذرائع، حالات اور صورتِ حال کے محتاط انتخاب کے ساتھ کیا جانا چاہئے، تاکہ ان میں موجود فطری بھلائی کو ابھارا جاسکے۔ اللہ ﷻ کی رضا ہی حتمی مقصد ہے، وہ میرے اور آپ کے لیے کافی ہے، اور وہی ﷻ بہترین کار ساز ہے۔